★ حضرت العلام مولانا حافظ محمد صاحب گوندلوی

دوام حدیث

حجیّت حدیث

پر

قرآنی دلائل

یہاں تک تو یہ بحث تھی کہ حدیث محفوظ ہے۔ اور اس سے علم وایقان حاصل ہوتا ہے۔ اب حدیث کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حدیث حجت ہے قرآن کے بعد حدیث ہی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ جو کام جس طرح حدیث سے ثابت ہو اسی طرح کرنا ضروری ہے (خواہ حدیث کو الگ وحی مانا جائے یا قرآن سے مستنبط قرار دیا ہے اس کی تشریح آگے آتی ہے)

حدیث کے واجب العمل ہونے پر پہلی دلیل

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا [1]

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اور امیروں کی جو تم میں سے ہوں، اگر تم کسی شئی پر آپس میں جھگڑا کرو تو اس کا فیصلہ اللہ اور اس کے

[1] نساء

رسول سے کراؤ اگر تم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہو، یہ بات بہتر اور انجام کے لحاظ سے مفید ہے۔"

اس آیت میں رسول کی اطاعت کا حکم ہے، یعنی جو اللہ کا رسول حکم دے اس کی تعمیل کرو پس ثابت ہوا کہ اللہ کے رسول کی فرماں برداری لازم ہے بلکہ حاکموں کے متعلق بھی فرمایا کہ اُن کی اطاعت بھی کرو مگر حاکموں کی اطاعت میں یہ شرط ہے کہ ان کا حکم اللہ اور رسول کے حکم سے خلاف نہ ہو، اگر حاکم کے ساتھ کسی معاملہ میں نزاع ہو تو اس وقت صرف اللہ اور رسول ہی کی طرف فیصلہ لایا جائے گا۔

دوسری دلیل :

قُلْ إِنْ كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ [1]

"اگر تم (اے انسانو اور جنو!) اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمہارے ساتھ محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اللہ بخشنے والا مہربان ہے، (اے نبی) کہو اللہ اور رسول کا حکم مانو اگر پھر جائیں (اللہ اور رسول کی اطاعت نہ کریں) تو کہہ دو یقیناً اللہ کافروں (جو اللہ اور رسول کی اطاعت نہیں کرتے) سے محبت نہیں کرتا۔"

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی کی اتباع اور اطاعت فرض ہے جو نہ کرے وہ کافر ہے۔

تیسری دلیل : وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا [2] اگر تم اس (پیغمبر) کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے، یعنی نبی کی اطاعت سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔"

---

[1] آل عمران　[2] نور

چوتھی دلیل :

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ [1]

"جو شخص پیغمبر کی اطاعت کرے اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

یعنی رسول کی اطاعت میں اللہ کی اطاعت ہے۔ کیونکہ دین کے بارے میں جو رسول کہتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

منکرین حدیث کی طرف سے مختلف جوابات دئیے جاتے ہیں

ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ رسول سے مراد قرآن ہے پس رسول کی اطاعت کا یہ مطلب ہوا کہ قرآن میں جو کچھ ہے اس پر عمل کرو۔ یہ جواب قرآن میں غور و فکر کرنے کے علاوہ دیا گیا ہے، کیونکہ قرآن مجید میں جا بجا رسول بول کر پیغمبر ہی مراد لیا گیا ہے، مندرجہ ذیل آیات میں غور کرنا چاہیئے۔

يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ [2]

"اے رسول جو (حکم) تیری طرف اُتارا گیا ہے تیرے رب کی طرف سے اس کو پہنچا دو۔"

اس آیت میں رسول کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ تم اُتاری ہوئی وحی کو پہنچا دو جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ رسول اور ہے، اور اُتاری ہوئی چیز اور ہے۔

يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ [3]

"اے رسول تجھے وہ لوگ غم میں نہ ڈالیں جو کفر میں جلدی کرتے ہیں۔"

اس آیت میں صاف طور پر پیغمبر کو ہی رسول کہا گیا ہے، کیونکہ غم انہی کو پہنچتا تھا، نہ قرآن کو

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ [4]

وہ (کافر) بولے اس رسول کو کیا ہے کہ یہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے

یعنی پیغمبر ایسا ہونا چاہیئے جو کھانے اور معاشی وسائل سے کنارہ کش ہو اس کو ان باتوں کی ضرورت

---

[1] نساء [2] مائدہ [3] مائدہ [4] فرقان

نہ ہو یعنی فرشتہ ہو۔

اس آیت سے بھی صاف پتہ چلتا ہے کہ رسول، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی کہا گیا ہے نہ قرآن کو کیونکہ آں حضرتؐ ہی کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے تھے نہ قرآن مجید۔

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہِ ؁ "محمدؐ اللہ کا رسول ہے"

اس سے بڑھ کر کونسی دلیل ہو گی اس میں صاف طور پر آپ کا نام موجود ہے

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ؁ محمدؐ صرف اللہ کا رسول ہی ہے (خدا نہیں)

اس آیت میں آں حضرت کے نام کی تصریح ہے۔

هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ؁ (آپ رسول کہہ) میں صرف بشر رسول ہوں"

بشر رسول بھی آں حضرت بھی ہو سکتے ہیں نہ قرآن مجید

ایک جگہ پہلے رسول، نبی کی اتباع کا ذکر کیا ہے بعد میں اس نور کی اتباع کا ذکر ہے جو اس رسول پر نازل کیا گیا۔

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ ؁ (ان کے لیے میں رحمت لکھوں گا) جو رسول، نبی امی کی پیروی کرتے ہیں"... ...

وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ؁

اور اس نور کی پیروی کی جو اس پر اتارا گیا ہے یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں"

دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ رسول سے مراد تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں مگر ان کی اطاعت سے مراد قرآن کی اطاعت ہے کیونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوائے قرآن مجید کے اور کوئی حکم نہیں دیتے تھے، اگر رسول نے قرآن مجید کے علاوہ کوئی حکم دیا ہے تو اس میں رسول کی اطاعت ایسی ہی ہے جیسے امیر کی اطاعت یہ شرعی حکم کی اطاعت نہیں بلکہ عقلی حکم کی اطاعت ہے جیسے والدین اساتذہ اور حکام کی اطاعت کی جاتی ہے۔ ان کے نزدیک قرآن کے علاوہ رسولؐ نے کوئی شرعی حکم نہیں دیا یا شرعی حکم کی ایسی تفصیل اور تشریح نہیں کی جو قرآن پڑھنے سے

؁ فتح ؁ آل عمران ؁ بنی اسرائیل ؁ اعراف ؁ اعراف

معلوم نہ ہو سکے، یعنے جس طرح رسُول قرآن کو سمجھتا ہے، اسی طرح اور لوگ بھی سمجھ سکتے ہیں۔

اور یہ بات سراسر غلط ہے قرآن مجید میں اس بات کو کھول کر بیان کیا ہے، کہ رسُول قرآن کو بیان کرنے والا ہے جیسے تبلیغ کرنے والا ہے۔

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ [1]

"ہم نے تیری طرف (یہ) ذکر نازل کیا تاکہ تو لوگوں کو کھول کر بیان کر دے جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے"

دُوسری جگہ یہ فرمایا کہ قرآن کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے:۔

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ [2] "پھر قرآن مجید کا بیان ہمارے ذمہ ہے"

یعنی پیغمبر جو بیان کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پاکر بیان کرے گا، اس جگہ وہ مقامات مراد ہیں جہاں قرآن مجید میں کچھ اصطلاحات ہوں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، وغیرہ یا کسی اور وجہ سے سمجھنے میں دقت پیدا ہو۔

قرآن مجید کے بیان کی بہت صورتیں ہیں:۔

(۱) قرآن میں ایک جگہ کچھ اجمال ہو دوسری جگہ اس کی تفصیل ہو۔

(۲) بذریعہ جبرائیل قرآن کے علاوہ آپ کو بتایا جائے۔

(۳) یا آپ کے دل میں اس کا بیان ڈال دیا جائے۔

(۴) یا بذریعہ حکمت قرآن کا فہم عطا کیا جائے۔

مثال کے طور پر یوں سمجھنا چاہیئے کہ نزول قرآن کے وقت الفاظ مندرجہ ذیل مخصوص معانی کے لئے مستعمل تھے۔

صلوٰۃ (نماز) صوم (روزہ) حج، زکوٰۃ وغیرہ لغت میں صلوۃ کے معنی دُعا یا چوتڑ ہلانے کے ہیں مگر نزول قرآن کے وقت صلوۃ ایسی عبادت کا نام تھا جس میں بہت سے تعظیمی افعال اور اقوال وغیرہ پائے جاتے ہیں، ان میں سے بعض افعال و اقوال کا ذکر قرآن مجید نے

---

[1] نحل [2] قیامۃ

بھی کیا ہے، یہ نماز کے کچھ حصہ کا بیان ہے جو قرآن سے ثابت ہے مگر ان تمام امور کی تفصیل وترتیب جو نماز کے ارکان یا سنن ومستحبات ہیں حدیث ہی میں ملے گی جس کی قدرے تفصیل اس طرح ہے افعال میں سے ہر رکعت میں پہلے قیام پھر رکوع پھر قومہ پھر دو سجدے دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ اقوال میں سے "تکبیر تحریمہ" سے ابتدا اور "سلام" پر انتہا۔ اور دونوں کے مابین ارکان اور غیر ارکان کی تفصیل اس طرح ہے دعا استفتاح پھر اعوذ باللہ الخ پڑھ کر سورہ الحمد اخیر تک پھر کوئی سورت یا کچھ حصہ قرآن کا پڑھنا پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرنا، رکوع کرنا رکوع میں تسبیحات پھر رکوع سے کھڑا ہوتے سمع اللہ لمن حمدہ کہنا پھر قومہ میں ربنا لک الحمد پڑھنا پھر اس کے ہر سجدے کے شروع اور اخیر میں اللہ اکبر کہنا ہر دو رکعت کے بعد اگر نماز چار رکعت والی ہے تشہد پڑھنا دوسرے تشہد میں تشہد کے بعد درود و دعا کا پڑھنا، اس طرح ترتیب وتفصیل قرآن سے ثابت نہیں صرف حدیث سے ثابت ہے قرآن مجید میں صلوۃ خوف کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے جس میں اشارہ ہے کہ ہر رکعت کی ابتدا قیام سے ہے اور خاتمہ سجدے پر ہے یہ ظاہر ہے کہ رکوع درمیان ہوگا، رکوع اور سجدے کے مابین فاصلہ بھی ضروری ہے اور وہ قومہ ہوا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید ان چیزوں کا ذکر بطور تشریع کے نہیں کرتا بلکہ تشریع کی حکایت کی صورت میں کرتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیزیں مشروع ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ امور کا تفصیل اور ترتیب کے ساتھ ذکر صرف حدیث میں ہے۔ پس ثابت ہوا کہ قرآن کی صلوۃ (نماز) کا بیان حدیث میں ہے اور یہ سب باتیں آں حضرت نے جبرائیل کی معرفت معلوم کیں اگرچہ بعض نے ان امور کو قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کی مگر حق یہ ہے کہ یہ امور قرآن میں اس طرح مفصل اور مرتب نہیں جس طرح حدیث نے بیان کیا ہے۔ پس ماننا پڑے گا کہ نماز کے بارہ میں حدیث قرآن کا بیان ہے۔

یہی حال اذان کا ہے کہ قرآن مجید اس کا ذکر نداء کے لفظ کے ساتھ بطور حکایت کرتا ہے، اس کی تفصیل بیان نہیں کرتا مگر اس اذان پر حاضری کا حکم دیتا ہے جس سے اس کی مشروعیت کا مسلم ہونا سمجھا جاتا ہے پس ثابت ہوا کہ حدیث قرآن مجید کے بعض حصہ

کی تفصیل اور بیان ہے، اگر حدیث سے نظر ہٹا لی جائے تو صرف قرآن سے اس کا مطلب معلوم نہیں ہوتا۔

یہی حال صوم (روزے) کا ذکر کرتے ہوئے اشارہ کرتا ہے کہ جب رات کے بعض حصہ میں کھانے پینے اور جنسی تعلقات کی ممانعت تھی، اس وقت تم سے غلطی ہوگئی

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ الاية

"اللہ کے علم میں ہے کہ تم نے (اپنے فریضہ میں کوتاہی کرتے ہوئے اپنی جان کی خیانت کی"

قرآن مجید اس فعل کی ممانعت کا ذکر اس طرح کرتا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا کہ یہ ممانعت شرعی طور پہ تھی مگر قرآن میں اس ممانعت کا کوئی ذکر نہیں جس سے پتہ چلتا ہے بعض قیود قرآن کے علاوہ بھی شریعت میں تھیں اور وہ بھی شریعت کا حصہ واجب العمل تھا یہی معنے حدیث کے بیان کا ہے۔

ایک معرکۃ الآرا کتاب

مرزائیت اور اسلام

علامہ احسان الٰہی ظہیر کے قلم سے

خوبصورت طباعت کتابت اور حسین جلد اور گٹ اپ کے ساتھ ۴۰۰ سے زیادہ صفحات
سفید کاغذ ۲۲/۱۸ سائز پر قیمت صرف چھ روپے

ادارہ ترجمان السنہ۔ ۷۔ ایبک روڈ لاہور